عمرو عیار: عیاری اور چکمہ بازی میں ماہر کردار کا حقیقت میں بھی کوئی وجود تھا؟

وقار مصطفیٰ

عمرو عیار کا نام سنتے ہی یقیناً آپ کے ذہن میں بھی ان چھوٹے کتابچوں کا خیال آتا ہوگا جو آپ بچپن میں ایک ہی نشست میں پڑھ لیا کرتے تھے۔ کلیم الدین احمد اپنی کتاب 'اردو زبان اور فنِ داستان گوئی' میں عمرو عیار کو کچھ ایسے یاد کرتے ہیں کہ 'ان کی عجیب وغریب صورت، ان کی بخالت (کنجوسی) اور طمع (لالچ)، ان کا امیر حمزہ اور ان کے فرزندوں سے عشق، ان کا لحن داؤدی، ان کی حیرت انگیز پرواز، یہ سب چیزیں بس ان ہی کی ذات سے وابستہ ہیں۔' لیکن پھر تیزی سے ڈیجیٹل ہوتی دنیا میں قارئین اور عمرو عیار کی کہانیوں کے درمیان تعلق ٹوٹتا دکھائی دیا۔

چند برس قبل جب ٹوئٹر ابھی ایکس نہیں ہوا تھا کہ سماجی رابطے کے اس پلیٹ فارم پر پاکستان کی پہلی سائنس فکشن فلم کی آمد کا اعلان ہوا، نام بتایا گیا 'عمرو عیار، اے نیو بیگننگ'۔ فلم کی ایگزیکٹو پروڈیوسر ہما جمیل بابر سے 13 جون کو پریمیئر سے پہلے فلم کے تصور پر بات ہوئی تو ان کا کہنا تھا: 'ایسے کرداروں پر فلم بنانا ہمارا مقصد تھا جو ہمارے بچپن میں ہمیں مسحور رکھتے تھے، مثلاً عمرو عیار۔ ہالی وڈ موویز میں اسی کردار کی خصوصیات کو استعمال کر کے کردار نگاری کی گئی ہوتی ہے۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ ہمارے علاقائی کردار متعارف ہوں، ہماری اپنی کہانی کا نئی نسل کو پتا چلے۔' لیکن وی ایف ایکس یعنی بصری اثرات کی حامل اس پاکستانی فلم کے عمرو عیار، داستان امیر حمزہ کے زنبیل اٹھائے کردار سے کس قدر مماثلت رکھتے ہیں؟

اس سوال کے جواب میں ہما کی ہنستے ہوئے تجویز تھی کہ یہ تو عیدالاضحی پر ریلیز ہونے والی فلم دیکھ کر ہی پتا چلانا بہتر ہے۔ فلم دیکھ کر اس کے کردار سے موازنے سے پہلے، ہم جان لیتے ہیں کہ داستان امیر حمزہ کا یہ اصل کردار کیسا تھا۔ یہ بھی معلوم کر لیتے ہیں کہ اس کی خوبیاں اور خامیاں کیا تھیں اور نیکی اور بدی کی قوتوں کے مابین ہمہ وقت چلتی کشمکش پر مشتمل اس داستان میں اس کی اہمیت کیا تھی۔

داستان میں 'زندگی قید وبند سے آزاد ہے': نقاد کلیم الدین احمد کے مطابق اردو میں داستان گوئی کی معراج 'داستان امیر حمزہ' ہے۔ خصوصاً اس کے ایک جزو طلسم ہوش ربا میں داستانِ امیر حمزہ اپنے اوج کمال پر ہے۔ 'طلسم ہوشربا مافوق الفطرت عناصر، ساحرانہ حالات، دیوزاد، پریوں سے کرداروں پر مشتمل قصہ در قصہ رواں ہے۔ ہر قصے کے اختتام پر نیا قصہ شروع ہوجاتا ہے۔ یہ داستان محض داستان نہیں بلکہ یہ بیسویں صدی کے اوائل تک ہند ایرانی تہذیب کے آخری نشانات کی عکاس بھی ہے۔ یہاں زندگی قید وبند سے آزاد ہے۔ زندگی خطرناک ہے اور اس لیے دلچسپ ہے، پھس پھسی اور بے لطف نہیں۔'

ادیب اور مترجم مشرف علی فاروقی اپنے طور سے ایک مکمل داستان، طلسم ہوشربا کو نئے انداز میں چھاپ رہے ہیں۔ ایک جلد چھپ چکی باقی کا اہتمام ہو رہا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عمرو عیار ایک ہمہ جہت کردار ہے، جتنی زیادہ ہم داستان پڑھتے جاتے ہیں اتنے زیادہ جوہر ہم پر کھلتے جاتے ہیں۔ 'جب ہم بچے تھے تو ہمیں عمرو عیار ہی کے کردار سے دلچسپی تھی۔ (ہیرو) امیر حمزہ تو بس سرسری طور پر آتے جاتے تھے۔ اگر یہ کردار نہ ہوتا تو بہت پھیکی اور بے رنگ ہوتی یہ داستان۔'

عیار کیا حقیقت میں بھی تھے؟: تاریخ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں شام، عراق اور ایران میں عیاروں نے ایک باقاعدہ اور منظم، موثر اور فعال ادارے کی حیثیت سے خاصا نمایاں سماجی اور سیاسی کردار ادا کیا۔ اختر مسعود رضوی 'مقدمہ طلسم ہوش ربا' میں لکھتے ہیں کہ عیاروں کی جماعت سیاسی انتشار، مالی بدحالی اور سماجی ناانصافیوں کے ردعمل کے طور پر خود بخود وجود میں آئی تھی۔' ان کا ایک کھلا چیلنج تھا کہ اگر مفلسوں کو زندہ رہنے کا حق نہیں دو گے تو وہ چھین لیں گے۔ چنانچہ عیار امیروں کے خزانوں پر ڈاکہ ڈالنے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔'

لیکن یہ عام راہزن نہیں تھے: رضوی کی تحقیق ہے کہ 'ان کا اپنا ایک الگ آئین اخلاق تھا، قواعد وضوابط، اصول وقوانین تھے جن پر یہ سختی سے عمل کرتے تھے۔ یوں عوام نہ صرف ان کو برداشت کرتے تھے بلکہ ان کی آؤ بھگت اور دل سے قدر کرتے تھے۔ 'بدامنی میں رقم کے بدلے اہلِ قافلہ کو بہ حفاظت منزل تک پہنچاتے لیکن اگر قافلے والے بدعہدی کرتے تو عیار تشدد بھی کرتے۔ بعض عیار اسی طرح بازاروں اور گھروں کا ذمہ لے لیتے جس کے عوض ان کو ضرورت بھر رقم مل جاتی۔' رضوی کے مطابق صبر وتحمل ان کی فطرت ثانیہ تھا۔ 'اسی وجہ سے ٹھنڈے دل و دماغ سے نازک صورت حال سے بچ نکلنے کی تدابیر اور اقدامات کر سکتے تھے۔ دمشق کے ایک قسام نامی عیار ترقی کرتے کرتے حاکم شہر بن گئے تھے۔ 'یہ غیر معمولی دلاور، شجاع اور نڈر ہوتے تھے۔ ساتھ ساتھ فنون سپہ گری اور اسلحہ کے استعمال پر غیر معمولی قدرت رکھتے۔ باہمی تعاون اور اشتراک عمل کی زندہ مثالیں تھے۔' رسم عیاری بڑی تیزی سے عام ہوئی اور اس نے پورے عراق وایران کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ رضوی کہتے ہیں کہ دوسری صدی ہجری کے اواخر میں امین و مامون رشید کے درمیان جنگ ہوئی۔ اس میں عیاروں نے امین کی طرف سے حصہ لیا اور سخت بے سروسامانی کے باوجود دادِ شجاعت دی۔ یہ پہلا موقع تھا جب عیاروں نے کسی بڑی سیاسی جدوجہد میں اجتماعی طور پر اتنا نمایاں حصہ لیا۔ امین کی طرف سے لڑنے والے عیاروں کی تعداد تقریباً پچاس ہزار تھی اور یہ سارے عیار بغداد سے تعلق رکھتے تھے۔ 'مشرقی ایران میں سیستان کے صوبے میں غربت کے باعث رسم عیاری کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔ 'عیاروں کی تعداد اس حد تک بڑھ گئی کہ سیستانی اور عیار مترادف الفاظ کے طور پر استعمال ہونے لگے۔'

'عیار بہت منظم تھے': رضوی نے لکھا ہے کہ ہر دس عیاروں کے گروہ کا ایک سرپرست ہوتا تھا جس کو 'عریف' کہتے تھے۔ دس عریفوں کا افسر 'نقیب' کہلاتا اور دس نقیبوں کا سردار 'قائد'۔ دس قائد ایک 'امیر' کے تابع ہوتے۔ ان گروہوں کے افراد کو مختلف رنگوں کے رومالوں سے پہچانا جاتا تھا۔ یہ رومال عیار اپنی گردن میں لپیٹے رہتے۔ 'تاریخ کے عظیم ترین عیار، یعقوب لیث صفاری قرار پائے۔ یہ سیستان کے رہنے والے تھے اور مسلم ایران کے پہلے فرماں روا اور فاتح تھے۔ عہد غزنوی کے شاعر فرخی سیستانی بھی عیار تھے۔' انسائکلو پیڈیا برٹینیکا کے مطابق یعقوب بن لیث الصفار (پیدائش 840۔ وفات 879) صفاری سلطنت کے بانی تھے، جنھوں نے گمنامی سے اٹھ کر موجودہ ایران کے ساتھ ساتھ افغانستان اور پاکستان کے بیشتر حصوں پر حکمرانی کی۔ ایک موقع پر وہ بغداد پر قبضہ کرنے کے قریب پہنچ گئے تھے جو عباسی خلافت کا صدر مقام تھا۔ 'تانبے کے کام کی تربیت، جو ان کے نام میں صفار کے اضافے کی وجہ بنی، کے بعد یعقوب ایک ڈاکو بن گئے اور ایک آزاد فوج کو جمع کیا۔ موجودہ افغانستان کے غیر مسلم علاقوں کو فتح کر کے خلیفہ سے عزت پائی۔ اس کے بعد انھوں نے ایک آزاد حکمران کے طور پر کام کرنا شروع کیا، اپنا سکہ تیار کیا اور مشرقی ایران میں، خراسان سے طاہری خاندان کو نکال باہر کیا۔ اس کے بعد یعقوب نے خوراک پیدا کرنے والے ایرانی صوبوں فارس اور اہواز پر قبضہ کرلیا۔ سنہ 878 میں بغداد کی جانب پیش قدمی کی لیکن دیر العقول میں خلیفہ المعتمد کی افواج کے ہاتھوں شکست ہوئی۔

'یعقوب ایرانی تاریخ کے ایک مقبول لوک ہیرو بنے۔ دو صدیوں تک عربی رائج رہنے کے بعد ان کے دربار میں فارسی زبان کا احیا ہوا۔' یعقوب کے بعد صفاری عیاروں کی حکومت کسی نہ کسی شکل میں جاری رہی یہاں تک کہ تاریخ دان سی ای بوسورتھ کے مطابق سنہ 1002 میں غزنی کے محمود نے سیستان پر حملہ کیا اور خلف اول کا تختہ الٹ کر صفاری حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن انسائکلو پیڈیا کی تحقیق ہے کہ سامانی، غزنوی اور منگول فتوحات کے باوجود صفاریوں نے کم از کم سولھویں صدی تک وقتے وقتے سے سیستان میں اپنی پوزیشن برقرار رکھی۔ اختر رضوی کہتے ہیں کہ 'عیار مر کھپ گئے، ان کا نام ونشان بھی مٹ گیا لیکن ایک افسانوی کردار عمرو عیار کے روپ میں رسم عیاری کو لافانی بنا دیا گیا۔'

محکمہ عیاری کے بانی عمرو عیار: کلیم الدین احمد اپنی کتاب 'اردو زبان اور فن داستان گوئی' میں لکھتے ہیں کہ محکمہ عیاری کے بانی اور سردار خواجہ عمرو ہیں۔ 'عموماً ان عیاروں (اور عیارنیوں) کی عیاری پر ہم ہنستے ہیں۔ اگر عمرو عیار نہ ہوتے تو پھر (داستان کے ہیرو) امیر حمزہ کی شاندار ملک گیری معلوم!' 'یہ عمرو اور ان کے شاگرد ہیں جو دشمنوں کے خفیہ حربوں کا پتا لگاتے ہیں، انھیں برباد کرتے ہیں یا انھیں دشمنوں پر پلٹ دیتے ہیں۔' عیار ایسے روپ بھر سکتے ہیں جن کا تصور بھی مشکل ہے لیکن سب سے ممتاز ہستی خواجہ عمرو کی ہے۔'

'وہ عجب مجموعہ اضداد ہیں، تمسخر اور سنجیدگی، بزدلی اور جانبازی، سختی اور نرم دلی بیک وقت ان کی شخصیت میں موجود ہیں۔ سب دوست دشمن ان پر ہنستے ہیں اور وہ سبھوں کو ہنساتے ہیں اور ہنسنے دیتے ہیں۔ پھر انھیں بے وقوف بنا کر ان پر خندہ زن ہوتے (ہنستے) ہیں۔' کبھی وہ ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ اپنا سارا وقار کھو دیتے ہیں اور کبھی ایسا رعب ودبدبہ، ایسی شان وشوکت دکھاتے ہیں کہ ان کی عظمت دلوں پر نقش ہوجاتی ہے۔'

بچپن میں جب ہم محلے کی لائبریری سے داستان امیر حمزہ کے اس کردار کی کہانیاں پڑھنے کو لیتے تھے تو شاید ہم بھی یہ نام 'ع' پر پیش اور 'و' بول کر ہی ادا کرتے ہوں۔ عمرو کا تلفظ 'عَمر' ہے یعنی حرف 'ع' پر پیش نہیں بلکہ زبر ہے اور 'ر' ساکن ہے۔ یوں اسے عَمرو نہیں عَمر بروزن آمر، یا جبر پڑھا جائے گا۔ فلم 'عمرو عیار، اے نیو بیگننگ' کی ایگزیکٹو پروڈیوسر ہما جمیل بابر اس بات سے متفق ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ اصل تلفظ عَمر ہی ہے لیکن ہم نے اسے بگاڑ کر عُمرو کر دیا۔

بزرگوں کے تحفے عمرو عیار کے لیے: جنوبی ایشیائی ثقافت میں، عمرو عیار وحشیانہ طاقت پر عقل کی فتح کی نمائندگی کرتے ہیں اور ان کی کہانیاں کہانی سنانے والوں اور سامعین کی نئی نسلوں کو متاثر کرتی رہتی ہیں۔ چاہے ایک ہیرو کے طور پر دیکھا جائے، ایک اینٹی ہیرو کے طور پر، یا ایک شرارتی بدمعاش کے طور پر، روایتی ادب میں وہ ایک محبوب شخصیت ہیں۔' بزرگانِ دین نے انھیں ایسی ایسی چیزیں دی ہیں جو کسی کو میسر نہیں، زنبیل گلیم، عیاری جال الیاسی، منڈھی دانیالی، کمند آصفی، دیو جامہ اور کتنی نادر چیزیں ان کے قبضہ میں ہیں۔' ان میں زنبیل تو محاورے کا حصہ اور ضرب المثل بنی۔ نقاد، شاعر اور مترجم انیس الرحمان لکھتے ہیں کہ زنبیل کا لفظ جھولی، ٹوکری، تھیلی اور کاسۂ گدائی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ 'اس زنبیل میں ایک دنیا آباد تھی، اس میں سات شہر آباد تھے اور سات دریا بہتے تھے۔ عمرو نے عیاری کے زور سے اس زنبیل میں ہزاروں کفار و شیاطین، جنات اور ساحروں کو قید کر رکھا تھا۔ اس زنبیل کا حجم لامتناہی تھا اس میں ہر چیز سماجاتی تھی۔'

یونیورسٹی آف واشنگٹن سے منسلک جینیفر ڈبرو 'سپیس فار ڈیمنس' میں لکھتی ہیں عمرو عیار نے ہیرو امیر حمزہ کو انسانی شناخت بخشی اور وہ مثالی اور اخلاقی ہیرو امیر حمزہ کے بے تکلف دوست اور ہم زاد بنے۔ 'کرداروں کی جوڑی کی شکل میں تشکیل اور استعمال کی داستان کی روایت ہی سے رتن ناتھ سرشار اور اردو کے اولین ناول نگاروں نے استفادہ کیا۔' نقاد شمس الرحمٰن فاروقی نے 'ساحری، شاہی، صاحب قرانی: داستان امیر حمزہ کا مطالعہ' میں بہت عرق ریزی سے عمرو عیار کی شخصیت کے مختلف پہلو دیکھے ہیں۔ ان کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ 'نوشیرواں نامہ' کے بقول عمرو کی ماں سیڑھی سے گرتی ہے اور زچگی کے دوران میں ان کی موت ہو جاتی ہے۔ باپ کا نام امیہ ضمری ہے۔ خواجہ عبدالمطلب ان کا نام اور سارے القاب رکھتے ہیں۔' شروع ہی سے فریبی اور مکار ہیں۔ مختلف زبانیں جانتے ہیں۔ انتہائی کنجوس ہیں۔ خود پر ہنستے ہیں کہ شکل کیا بے ڈھنگی ہے۔ اپنی بہن کی مالی امداد بھی کرتے ہیں۔ اردوے (لشکر) حمزہ کے قحبہ خانے کے منتظم ہیں۔' داستان گو کا بیان ہے کہ ساری فریب دہی، چکمہ بازی اور شعبدہ بازی کے باوجود عمرو کا دل بہت پاک صاف ہے۔ 'بردہ فروش ہونے کا ڈھونگ رچاتے ہیں لیکن اس قدر وثوق انگیزی کے ساتھ کہ گمان ہوتا ہے وہ سچ مچ کے بردہ فروش ہیں۔ دشمن انھیں جسمانی اذیت دے کر گانے پر مجبور کرتے ہیں۔ گانے کے ساتھ بتانے کے بھی ماہر ہیں۔' کئی عشق اور کئی شادیاں ہیں۔ کوئی وزیر زادی ہے، کوئی ساحرہ اور کوئی عیارنی۔

شمس الرحمٰن فاروقی کے مطابق 'آئین جنگ یہ ہے کہ عمرو عیار گلیم (کمبل) اوڑھ کر کسی کو قتل نہیں کر سکتے۔ جنگ کرنے کے لیے سوار ہوکر نہیں جاسکتے لیکن عیاری کرنے کے لیے ایسی کوئی شرط نہیں۔ جب گرفتار ہو جاتے ہیں تو زنبیل ان کے پاس سے غائب ہو جاتی ہے۔' بزرگوں کے معجزانہ تحفوں کو صرف تحفظ جان کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ عیاروں کا کام فریب سے قتل کرنا ہے لیکن جب فریق مخالف بے ہوش ہو تو اسے قتل نہیں کر سکتے۔'

عمرو کی موت: فاروقی لکھتے ہیں کہ 'عمرو کو بشارت ہے کہ جب تک تین بار اپنی موت کی دعا نہ مانگیں گے انھیں موت نہیں آئے گی۔' 'عمرو اپنی موت کے لیے دو بار دعا کرتے ہیں، دوسری بار جب ڈاکو ان پر قابو پا جاتے ہیں اور انھیں کنوئیں میں ڈال دیتے ہیں۔ خواجہ بزرجمہر کے بیٹے (اب وہ شاہ مصر ہیں) پیشگوئی کرتے ہیں کہ اب عمرو کی موت نزدیک ہے۔' 'عمرو جہاں جہاں جاتے ہیں یہی دیکھتے ہیں کہ قبر کھودی جا رہی ہے اور جب وہ پوچھتے ہیں کہ یہ کس کی قبر ہے، تو جواب ملتا ہے کہ یہ قبر عمرو کے لیے کھودی جا رہی ہے۔ عمرو ہر جگہ سے بھاگتے پھرتے ہیں یہاں تک کہ روم پہنچتے ہیں۔' 'ایک قبر تازہ کھدی ہوئی تیار ہے، اس میں قیمتی لعل پڑا ہوا ہے۔ لعل کے لالچ میں عمرو قبر میں اتر جاتے ہیں اور قبر خود بخود بند ہو جاتی ہے۔' ماہر لسانیات، نقاد اور مورخ سہیل بخاری کہتے ہیں کہ عمرو عیار ہماری ہی کمزوریوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ 'بزدلی، لالچ، تنگ دلی، لاف زنی، چوری، شاطری، فریب کاری، شرارت ان میں سب کچھ ہے لیکن وہ مجسم کمزوری بھی نہیں ورنہ ہمیں ان سے کوئی دلچسپی نہ رہتی۔ وہ صرف ایک انسان ہیں جو خوبیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہے۔' بلکہ ہم میں سے ایک ہیں، اسی لیے سب کو عزیز ہیں۔' ●●

پاؤں کے انگوٹھے کے جوڑ کی خرابی یا ہڈی کا بڑھنا

لیاقت علی جتوئی

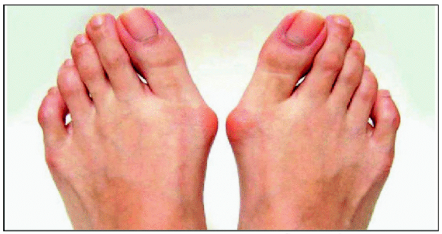

عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ جہاں بالوں میں سفیدی، چہرے پر جھریاں اور دیگر تبدیلیاں آنا شروع ہوجاتی ہیں، وہیں کچھ لوگوں کے پاؤں کے انگوٹھے کی ہڈی بڑھنا شروع ہوجاتی ہے، جسے گکا یا گوکھرو کہا جاتا ہے جبکہ انگریزی زبان میں Bunion کہتے ہیں۔ مرد و خواتین دونوں میں ہی خاص طور پر 65 سال کی عمر کے بعد یہ کافی عام ہے۔ اندازے بتاتے ہیں کہ 65 سال تک کی عمر کے چار میں سے ایک اور 65 سال سے زیادہ عمر کے تین میں سے ایک شخص کو یہ طبی مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ یہ بچوں میں بھی ہوسکتا ہے، خاص طور پر 10 سے 15 سال کی عمر کی لڑکیوں میں۔ اچھی خبر یہ ہے کہ پاؤں کے انگوٹھے کی ہڈی بڑھنے کا علاج اکثر بغیر سرجری کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ بعض صورتوں میں یہ زیادہ شدید مسائل کا باعث بن سکتی ہے، جس کے لیے جارحانہ نگہداشت کی ضرورت ہوتی ہے۔

گکا اور گاؤٹ میں فرق: دراصل گکا (Bunion) ہڈیوں کی خرابی یا اُبھار ہے، جو پاؤں کی ایک جانب انگوٹھے کے جوڑ پر سامنے آتا ہے۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب پیر کا انگوٹھا ساتھ والی انگلی کے خلاف اپنے آپ کو دھکیلتا ہے، جس کی وجہ سے انگوٹھے کا جوڑ وقت کے ساتھ ساتھ دوسری انگلیوں سے دور باہر کی طرف ہوجاتا ہے۔ چونکہ پاؤں کے جوڑ ہمارے جسم کا بہت زیادہ وزن اٹھاتے ہیں خواہ ہم کھڑے ہوں، چل رہے ہوں یا دوڑ رہے ہوں، ایسے میں پاؤں کے انگوٹھے کی بڑھی ہوئی ہڈی بہت تکلیف دہ ہوسکتی ہے۔ اس میں یا تو ہر وقت تکلیف رہتی ہے یا پھر وقفے وقفے سے، خاص طور پر گھٹنوں کی سرگرمی کے بعد جب پیروں پر دباؤ پڑتا ہے۔ درد کے علاوہ، پاؤں کے انگوٹھے کے جوڑ کی خرابی سبب بن سکتی ہے:

اکڑن، لالی اور سوجن، جلد کا سخت ہونا (جہاں انگوٹھا اور ساتھ والی انگلی رگڑ کھاتے ہیں یا انگوٹھے کے جوڑ کی نچلی جانب)، انگوٹھے کی محدود حرکت (خاص طور پر اگر اس میں گٹھیا ہے)، دوسری جانب گاؤٹ (Gout) اس وقت ہوتا ہے جب خون میں یورک ایسڈ کی زیادتی کی وجہ سے جوڑوں اور ٹشوز میں یورک ایسڈ کے کرسٹل بن جاتے ہیں۔ گاؤٹ، پاؤں کے انگوٹھے کے جوڑ سے شروع ہوتا ہے جسے غذائی تبدیلیوں سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

کیا چیز خطرے میں ڈالتی ہے؟: تحقیق سے اب تک یہ حتمی طور پر ثابت نہیں ہوسکا کہ بعض افراد کے انگوٹھے کے جوڑ میں خرابی کیوں پیدا ہوجاتی ہے اور بعض کو نہیں ہوتی، لیکن بہت سے عوامل ہیں جو خطرے کو بڑھا سکتے ہیں۔ ان میں شامل ہیں:

پاؤں کی ساخت: پاؤں کے انگوٹھے کے جوڑ میں خرابی موروثی بھی ہوسکتی ہے۔ کچھ لوگوں کو پاؤں کی شکلیں اور میکانکس وراثت میں ملتے ہیں (جیسے کہ ڈھیلے جوڑ اور جوڑنے والے ٹشوز، چپٹے پاؤں اور کم خم) جو گکا کا خطرہ بڑھا سکتے ہیں۔ خاص طور پر پنڈلی کے سخت پٹھوں والے لوگ بھی زیادہ خطرے میں ہوتے ہیں۔

بعض بیماریاں، دائمی حالات اور چوٹیں: سوزش والی دائمی بیماریاں جو جوڑوں کو متاثر کرتی ہیں (جیسے کہ ریوماٹائڈ آرتھرائٹس اور اوسٹیو آرتھرائٹس)، گکا کے خطرے کو بڑھا سکتی ہیں جبکہ اعصابی عوارض (جیسے کہ پولیو یا عضلاتی ڈسٹروفی) جن میں وہ مسائل شامل ہوتے ہیں کہ کس طرح اعصاب پٹھوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، پاؤں کی چوٹیں بھی اس خطرے کو بڑھا سکتی ہیں۔

حمل: حمل سے وابستہ ہارمونل تبدیلیاں ہڈیوں کو جوڑنے والی رگوں (ligaments) کو ڈھیلا اور پیروں کو چپٹا کر سکتی ہیں، جس سے پاؤں کے انگوٹھے کے جوڑ میں خرابی کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

آپ کا پیشہ: ایسی نوکری کرنا جس کے لیے آپ کو سارا دن اپنے پیروں پر کھڑے رہنے کی ضرورت ہوتی ہے یا جس سے پیروں پر اضافی دباؤ پڑتا ہے (جیسے کہ استاد، نرس یا سیلز مین وغیرہ)، اس سے گکا ہونے کا خطرہ ہوسکتا ہے۔

جوتے/چپل: تحقیق نے اس سوچ کو تبدیل کر دیا ہے کہ آپ جس قسم کے جوتے پہنتے ہیں اس سے پیروں کے انگوٹھے کے جوڑ میں خرابی پیدا ہوتی ہے (اگر دیگر خطرے والے عوامل نہیں ہیں) لیکن ماہرین اب بھی کہتے ہیں کہ جوتوں کے انتخاب سے گکا کی نشوونما یا خراب ہونے کی رفتار تیز ہوسکتی ہے۔ اونچی ایڑیوں والی سینڈلز یا جوتے (کیونکہ وہ انگوٹھے اور انگلیوں پر اضافی دباؤ ڈالتے ہیں) اور آگے سے تنگ یا نوکیلے انداز والے جوتے پہننا ٹھیک نہیں ہے۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ عوامل آپ کے خطرے کو بڑھانے کے لیے مجموعی طور پر کام کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، صرف اس وجہ سے کہ آپ اپنی ملازمت میں سارا دن اپنے پیروں پر کھڑے رہتے ہیں، اس کا لازمی مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کو پیروں کا یہ مسئلہ درپیش آئے گا۔ مگر جن کے پاؤں چپٹے ہیں، وہ تنگ جوتے پہنتے ہیں، اور پاؤں میں گٹھیا ہے، تو ان کے پاؤں کے انگوٹھے کے جوڑ میں خرابی پیدا ہونے کا زیادہ امکان ہے۔

مسئلہ کب بنتا ہے؟: اگر پاؤں کے انگوٹھے کے جوڑ میں خرابی محض ظاہری طور پر آپ کے لیے پریشانی کا باعث ہے اور اس کی وجہ سے کوئی تکلیف یا معذوری نہیں ہے تو آپ علاج کے بغیر ہی آرام کر سکتے ہیں۔ لیکن اس حالت پر نظر رکھنا ضروری ہے، خاص طور پر جب یہ پیروں میں درد کا سبب بنتا ہے یا آپ کی روزمرہ سرگرمی کو محدود کرتا ہے کیونکہ علاج نہ کیے جانے والا گکا بدتر ہوجاتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ، یہ پیروں کو نقصان پہنچا سکتا ہے، جس سے دیگر انگلیاں ٹیڑھی ہوجاتی ہیں۔ اس کے علاوہ، پیروں کے نچلے حصے میں کارن، انگوٹھے کے ناخن کا اندر کی طرف بڑھنا یا انگوٹھے کے جوڑ کی نچلی جانب جلد کی سختی جیسے مسائل بھی کا سامنا بھی کرنا پڑسکتا ہے۔ یہ مسائل یکجا ہوکر چلنے، ورزش اور معمول کی سرگرمیوں کو مشکل بنا سکتے ہیں۔ اگر پیچیدگیاں کافی شدید ہوجائیں، تو وہ معذوری کا سبب بھی بن سکتی ہیں اور عمر رسیدہ افراد میں بیٹھنے رہنے والے رویے میں اضافہ کر سکتی ہیں۔ اس سے نہ صرف معیار زندگی میں کمی آتی ہے بلکہ دل کی بیماری، ٹائپ 2 ذیابطیس اور موٹاپے جیسے مسائل کے خطرات بھی بڑھ جاتے ہیں۔ علاج نہ کیے جانے والے گئے پیروں کی دیگر پیچیدگیاں بھی پیدا کر سکتے ہیں، جیسے برسائٹس اور میٹاٹرسالجیا۔

آرام کیلئے کیا کر سکتے ہیں؟: اگر آپ کو پاؤں کے انگوٹھے کا جوڑ باہر کی جانب نکلتا ہوا نظر آنا شروع ہوتو ایسے اقدامات کیے جاسکتے ہیں جو چلنے اور کھڑے ہونے کو زیادہ آرام دہ بنا سکیں۔ مثلاً چوڑے پنجے والے جوتے پہنیں، پھیلے ہوئے حصے کو پیڈ کرنے کے لیے جوتوں میں کشن لگائے جا سکتے ہیں یا بڑی اور دوسری انگلیوں کے درمیان اسپیسر رکھے جا سکتے ہیں۔ اگر درد برقرار رہتا ہے یا نقل و حرکت محدود ہوتی ہے، تو معالج سے مشورہ کریں۔ وہ حالت کو بہتر کرنے کے لیے اضافی طریقے تجویز کرسکتا ہے، جیسے: ☆ پاؤں کے کام کو کنٹرول کرنے میں مدد کے لیے آرتھوٹکس پہننا، ☆ پیر کی سیدھ کو بہتر بنانے کے لیے رات کو اسپلنٹ پہننا، ☆ سوزش کو کم کرنے کے لیے برف لگانا، ☆ پاؤں کے مخصوص پٹھوں کو کھینچنے اور مضبوط کرنے کے لیے فزیکل تھراپی، جس میں الٹراساؤنڈ تھراپی شامل ہوسکتی ہے، ☆ انسداد سوزش ادویات لینا یا اینٹی سوزش انجیکشن لگوانا۔ سنگین صورتوں میں اگر باقی سب کچھ درد کو کم کرنے یا نقل و حرکت کو بہتر بنانے میں ناکام ہوجاتا ہے، تو ڈاکٹر پاؤں کی سرجری تجویز کرسکتا ہے۔ ●●

جوہری صنعت کے ریاضی دان جنھوں نے بارش سے متاثرہ کرکٹ میچوں کو ہمیشہ کے لیے بدل دیا

پال برنل

بارش سے متاثرہ کرکٹ میچوں کو نتیجہ خیز بنانے والے ریاضی دان فرینک ڈک ورتھ 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں۔ برطانیہ کے علاقے لیتھم میں پیدا ہونے والے فرینک 'ڈک ورتھ لیوس میتھڈ' کے موجد ہیں جو اس وقت لاگو ہوتا ہے کہ جب محدود اوورز کے میچوں میں بارش کی وجہ سے کھیل متاثر ہو۔ انھوں نے یہ نظام اپنے ساتھی ٹونی لیوس کے ساتھ مل کر بنایا تھا۔

فرینک ڈک ورتھ

ڈک ورتھ کی موت کی خبر دیتے ہوئے ان کے ساتھی ریاضی دان راب ایسٹوے نے کہا کہ ڈک ورتھ دوستانہ شخصیت کے حامل تھے۔ اگرچہ کرکٹ کے شائقین اکثر اس سسٹم پر تنقید کرتے نظر آتے ہیں مگر ڈک ورتھ کو یہ نظام دینے پر کافی فخر تھا۔ ایسٹوے کا کہنا ہے کہ 'کئی لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ انھیں یہ سمجھ نہیں آتا یا پسند نہیں، لیکن اندر ہی اندر انھیں معلوم ہے کہ یہ بہترین حل ہے۔' ڈک ورتھ نے یونیورسٹی آف لیورپول سے گریجویشن کی اور پوری زندگی جوہری صنعت میں کام کیا۔ وہ ایک میٹالرجسٹ تھے مگر انھیں احساس ہوا کہ ان میں اعداد وشمار کے ذریعے مددگار معلومات حاصل کرنے کی صلاحیت ہے۔ لہٰذا انھوں نے شماریات پڑھنے کے بعد 1974 میں رائل سٹیٹیسٹیکل سوسائٹی میں شمولیت اختیار کرلی۔

1992 میں ایک کانفرنس کے دوران انھوں نے ایک مختصر مقالہ پیش کر کے بارش کی نذر ہونے والے ون ڈے میچوں کو نتیجہ خیز بنانے کا فارمولا پیش کیا۔ یوں وہ ایک اور ریاضی دان لیوس سے ملے جنھوں نے تجویز دی کہ مجوزہ فارمولے کی بنیاد پر ون ڈے میچوں کے سکور کارڈز کا جائزہ لیا جائے۔ سنہ 1992 کے دوران اس فارمولے کی تیاری سے قبل انگلینڈ اور جنوبی افریقہ کے درمیان ورلڈ کپ کا سیمی فائنل کھیلا گیا تھا۔ جنوبی افریقہ کو 13 گیندوں پر 22 رنز درکار تھے کہ بارش کے باعث کھیل رُک گیا۔ کھیل دوبارہ شروع ہوا تو پروڈکٹو اوورز کی بنیاد پر کیے گئے حساب کتاب نے جنوبی افریقہ کو ایک گیند پر 22 رنز کا ناممکن ہدف دے دیا۔ پرانے نظام میں ہدف کا تعاقب کرنے والی ٹیم کو بارش کی صورت میں کم فائدہ ہوتا تھا۔ 2007 میں ڈک ورتھ نے یاد کیا تھا کہ اس وقت کمنٹیٹر کرسٹوفر مارٹن جنکنز نے ریڈیو پر کہا تھا کہ 'شاید دنیا میں کوئی، کہیں سے بھی ہوتا تو اس سے بہتر حل دے سکتا تھا۔' اس پر ڈک ورتھ کو احساس ہوا کہ ریاضی کے اس مسئلے کا حل ریاضی سے ہی نکل سکتا ہے۔ ڈک ورتھ لیوس میتھڈ کو پہلی بار 1997 میں ملائیشیا میں آئی سی سی ٹرافی کے دوران استعمال کیا گیا اور پھر اسے نیوزی لینڈ، جنوبی افریقہ، پاکستان، انڈیا اور ویسٹ انڈیز میں لاگو کیا گیا۔ انٹرنیشنل کرکٹ کونسل (آئی سی سی) نے اسے انگلینڈ میں 1999 کے ورلڈ کپ میں اپنایا اور کچھ سال بعد اسے مستقل حل بنا لیا گیا۔ اب اسے ڈک ورتھ لیوس سٹرن میتھڈ کہا جاتا ہے کیونکہ آسٹریلیا کے ریاضی دان پروفیسر سٹیون سٹرن نے اسے 2014 کے بعد جدید دور کے تقاضوں اور ٹی ٹوئنٹی کرکٹ کی روشنی میں اپ ڈیٹ کیا۔

رواں ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ کے دوران افغانستان اور بنگلہ دیش کے درمیان بارش سے متاثرہ میچ کے دوران اسی نظام کو استعمال کیا گیا ہے۔

ڈک ورتھ کو اپنی خدمات پر یونیورسٹی آف بیتھ نے 2015 میں ڈاکٹریٹ کے اعزاز سے نوازا۔ ان کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ جوہری صنعت کے لیے اتنے ہی اہم تھے جتنے وہ کرکٹ کے لیے ثابت ہوئے۔ ان کے بارے میں کہا گیا کہ 'انھیں شماریات کی اہمیت کا اندازہ تھا۔ انھوں نے اس سے نہ صرف ری ایکٹرز کو محفوظ بنایا بلکہ عوام کو بھی باور کرایا کہ ری ایکٹرز محفوظ ہیں۔' 'اس وقت لیبارٹریوں میں ماہر شماریات کام نہیں کرتے تھے تو وہ خود اس کے ماہر بن گئے۔' پھر انھوں نے اپنے ساتھیوں اور دوسروں کو شماریات کی اہمیت کے بارے میں بتایا۔ اس کے بعد انھوں نے جو کچھ کیا وہ اسی خیال کے گرد ہے۔' ان کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ انھوں نے 'کرکٹ کی انتظامیہ کو رضامند کیا کہ شماریات سے مدد مل سکتی ہے۔' ایسٹوے کا کہنا ہے کہ شماریات کے علاوہ وہ ایک مزاحیہ شخصیت تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ 'جب 2020 میں ٹونی لیوس کی موت ہوئی تو انھوں نے فون کر کے مجھے بتایا کہ لوگوں کو لگتا ہے کہ وہ پہلے سے مر چکے تھے۔' لیوس ایک سنجیدہ شخص تھے اور فرینک بہت مزاحیہ تھے۔' ●●

گوگل کا جی میل اور دیگر سروسز میں جیمنی اے آئی ماڈل متعارف

Google
Gemini

سرچ انجن گوگل کی جانب سے آرٹیفیشل انٹیلی جنس (اے آئی) ٹیکنالوجی پر مبنی جیمنی سسٹم کو جی میل، گوگل ڈاکس، شیٹس اور سلائیڈز جیسی سروسز کا حصہ بنا دیا گیا۔ غیر ملکی خبر رساں ایجنسی کے مطابق جی میل کے لیے اے آئی اسسٹنٹ بھی متعارف کرایا گیا ہے۔ گوگل سروسز کے لیے جیمنائی 1.5 پرو ماڈل استعمال کیا جائے گا جو سائیڈ پینل میں چھپا ہوگا۔ گوگل کی جانب سے ایک بلاگ پوسٹ میں اعلان کیا گیا کہ جیمنائی کو جی میل اور دیگر سروسز کے نئے سائیڈ پینل کا حصہ بنایا جا رہا ہے۔ کمپنی کے مطابق اے آئی ماڈل سے صارفین کو کافی مدد ملے گی۔ یہ نیا سائیڈ پینل بیشتر سروسز میں اوپر دائیں کونے میں موجود سپارک بٹن پر کلک کرنے پر اوپن ہوگا اور صارفین جیمنائی سے مختلف سوالات پوچھ سکیں گے۔

بلاگ پوسٹ کے مطابق اینڈرائیڈ اور آئی او ایس ڈیوائسز کے صارفین جی میل میں اے آئی ٹول کو ای میل تھریڈز کے تجزیے کے لیے استعمال کیا جا سکے گا اور سمری میں مخصوص نکات ہائی لائٹ کیے جائیں گے۔ اس اپ ڈیٹ کا مقصد طویل ای میلز پڑھنے میں ضائع ہونے والے وقت کو بچانا ہے۔ گوگل کے مطابق جیمنائی کو متعارف کرانے کا سلسلہ 25 جون سے شروع ہوا ہے اور یہ بتدریج تمام صارفین کو دستیاب ہوگا۔ ●●

تیز ترین سولر پینل متعارف

برطانیہ کی کمپنی نے سورج کی روشنی کو بجلی میں تبدیل کرنے کا تیز ترین سولر پینل متعارف کرا دیا، رہائشی سائز کے شمسی پینل نے سورج کی روشنی کو بجلی میں تبدیل کرنے کا نیا عالمی ریکارڈ بنا دیا۔

برطانیہ کی ایک اسٹارٹ اپ کمپنی آکسفورڈ پی وی نے جدید جنریشن کے ٹینڈم سولر سیل متعارف کرائے ہیں جو پیرووسکائٹ نامی معجزاتی مواد کا استعمال کرتے ہیں تاکہ سیلیکون سے بنے روایتی سولر پینلز کی کارکردگی کو بہتر کیا جا سکے۔ پیرووسکائٹ آن سیلیکون ٹینڈم سولر سیل نے 26.9 فی صد کی کارکردگی کا مظاہرہ کیا جو کہ موجودہ بہترین سیلیکون موڈیولز سے 7.5 فی صد بہتر ہے۔ یہ ریکارڈ سولر پینل کے موجودہ موڈیولز میں 7 فی صد سے زیادہ بہتری لا کر بنایا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق 1.6 مربع میٹر رقبہ گھیرنے والے اور 25 کلو سے کم کا وزن رکھنے والے ان سولر پینلز کو آکسفورڈ پی وی نے گھریلو استعمال کے لیے آئیڈیل سائز قرار دیا ہے۔ اس طرح برطانوی کمپنی نے سورج کی روشنی کو بجلی میں تبدیل کرنے کا تیز ترین سولر پینل متعارف کرا دیا ہے۔ کمپنی کے چیف ایگزیکٹو ڈیوڈ وارڈ کا کہنا تھا کہ آکسفورڈ پی وی کا ریکارڈ ساز موڈیول سولر پاور جنریشن میں واضح جدت پیش کرتا ہے، کمپنی کی جانب سے یہ اعلان چین کے کمرشل سائز سولر پینل کے سورج کی روشنی کے 34.6 فی صد بجلی بنانے کے ریکارڈ کے بعد کیا گیا ہے۔ ●●

ناسا کی نئی تصویر کائنات سے متعلق معمہ حل کرنے میں مددگار قرار

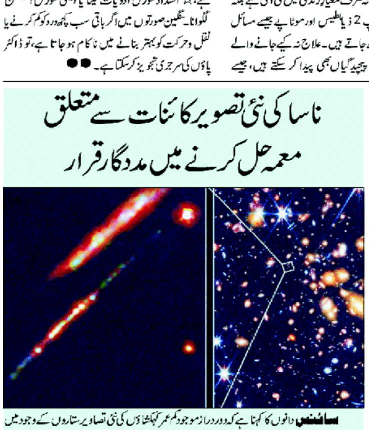

سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ دور دراز موجود کم عمر کہکشاؤں کی نئی تصاویر ستاروں کے وجود میں آنے کے متعلق معمے کو حل کرنے میں مدد دے سکتی ہیں۔ ناسا کی جیمز ویب اسپیس ٹیلی اسکوپ نے ایک نئی تصویر جاری کی ہے جس میں کوسمک جیم آرک کو دیکھا جا سکتا ہے۔ سائنس دانوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ کہکشاں سے خارج ہونے والی روشنی اس وقت کی ہے جب کائنات صرف 46 کروڑ سال کی تھی۔ یہ کہکشاں گریویٹیشنل لینسنگ نامی ایک مظہر دکھانے کی وجہ سے بھی قابل ذکر ہے۔ یہ مظہر تب وقوع پذیر ہوتا ہے جب زمان ومکان کا کرو بیچ بطور میگنیفائنگ گلاس کام کرتا ہے۔ تاہم، یہ مظہر اس ہی عمر کی دیگر کہکشاؤں میں نہیں دیکھا گیا ہے۔ اس لیے کوسمک جیم آرک کائنات کے آغاز کو نسبتاً قریب سے دیکھنے کا ایک منفرد موقع فراہم کرتی ہے۔ میگنی فیکیشن کا استعمال کرتے ہوئے سائنس دانوں نے اس کم عمر کہکشاں کے اندر موجود چھوٹے چھوٹے ڈھانچوں کا مشاہدہ کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ اس میں پانچ کم عمر ستاروں کے جھرمٹ ہیں، یہ علاقے وہ ہوتے ہیں جہاں ستارے بنتے ہیں۔ ●●